

M.B.KHAN ARTIST [illegible] LUCKNOW

جلد ۹ — نمبر ۲۱

پنچ مل خلق خدا مل پنچ

یکشنبہ یکم جون سنہ ۱۹۲۴ء

ڈارونیت و اسپنسریت

حیوان ناطق و مطلق میں فرق صرف اسقدر ہے کہ ایک استخراج نتائج کرسکتا ہے دوسرا اس قوت سے محروم ہے۔ ایک جزئیات کے حصر کلیات اور کلیات کے تطابق سے جزئیات کا استقرا کرتا ہے دوسرا اس ڈھیرن لوجیا نا تیجاری کی پروا نہیں کرتا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے میں یہ قوت نہیں ہے بالمعنی کہ نیست سے ہست کا پیدا ہونا محال ہے (یہ بھی قول فلسفیوں کا ہے) ممکن ہے کہ حضرت ڈارون کے جد اعلیٰ یا رب النوع مسٹر چمپانزی مشہور آنریبل جن ہانس۔ مولوی بوزنہ میں یہ خواص مخفی وجود رکھتے ہوں چنانچہ اکثر بنے ہوئے مولوی اور مصنوعی پیر خلوت میں پکے بندر خاص الخاص لنگور اور جلوت میں صلح۔ نقہ۔ مہذب ہوتے ہیں۔ ان میں بوزنگی کا وجود بطریق منفی ہوتا ہے۔

اگرچہ ہم انسانی شرائف اوصاف پر نظر کرنے کے بعد ذات انسان کی انتہائی توہین سمجھتے ہیں کہ اسکو بوزنہ زادگی کی جانب نسبت دیں لیکن ماننا پڑتا ہے کہ طبقات انسانی میں ایسے گروہ بھی موجود ہیں جنکا باوا آدم نرالا ہے اور وہ ہرگز اس باوا آدم کی جانب منسوب کیے جانے کی اہلیت نہیں رکھتے جن باوا آدم کو ہم انسان اولی کہتے ہیں جنھوں نے ایک درخت کا پھل کھایا اور بہشت سے بوریا بستر باندھ کے زمین پر بسیرا لیا۔ ڈارون صاحب کے باوا آدم کو ان باوا آدم سے بالکل مناسبت نہیں ہے ڈارون صاحب نے نسلی تغیرات اعضا کی ساخت اور صوری انقلاب کے مشاہدات سے یہ ثابت کیا ہے کہ انسان اولی صاحب ایک بندر تھے دُم جھڑی بال گرے اور رفتہ رفتہ بھلے مانس بن گئے۔ اس ہوائی قلعہ نے ستروں کی عقل کو بادہوائی کردیا ہر کوئی ڈالی ڈالی روکھ روکھ چڑھا دیا اور [illegible] دکھائی دیا ادھر زمین کے گھڑیال پر مگری پڑی سا تھا ٹھنکا۔ فورا کا ٹھوٹکا کہ قبلہ و کعبہ آگئے۔ یہی ہیں جنھوں نے برزخ حیوانیت مطلقہ سے نجات حاصل فرمائی اور بوزنگی کا چولا اُتار پھینکا۔ کسی پینک والے افیمی کو بیٹھے بٹھائے سوجھی اور دل نے ٹھوکا دیا کہ یار اگر بوزنگی جزو انسانیت نہ ہوتی تو عقل کے مسخ ہونے کے بعد یہ سمجھانے کا انداز ہی پرانی ہیئت اختیار نہ کرتا۔ کسی متوالے گویے فرنگی قلی کا [illegible] نے گاندھی ٹوپی لکھنو کے گاڑھے کی لنگھری پر چوٹ کرنے کی حالت میں نظر پڑی اور حافظہ نے قانون تدریجی کا کیا نقشہ سامنے کر دیا کہ دیکھو اگر اصل میں فتور نہیں تو یہ اچھل کود کہاں سے آئی۔ کوہ اورسٹ کی چوٹی پر دھاوا کرنے کی خبر سنی اور دل بول اٹھا کہ ہونہ ہو سلاجیت کھانے جاتے ہیں۔ افریقہ میں جب کوئی انسان وحشت مشابہ جب نظر آتا ہے تو جھٹ اسکے اعضا و جوارح کا شجرہ اپنے اعضا و جوارح سے ملانے لگتے ہیں مطلب یہ کہ خط و خال و حدود جسم کی وضع و ترکیب میں تاؤ کھاتے کھاتے کتنا فرق پیدا کیا۔ مشابہت کا مشاہدہ کرتے ہی چہرے کی حالت بدل جاتی ہے یہ خون کا جوش ہے۔ بڑے بڑے فلسفی بندر کی صورت دیکھتے ہی ایسا محو ہوجاتے ہیں کہ تن بدن کا ہوش نہیں رہتا گویا بھولی ہوئی نسلی خصوصیتیں یاد آجاتی ہیں۔ یہ سائنس و دہریت کا ادنی کرشمہ ہے ایک ازلی الوجود ابدی البقا سالم الصفات مجہول الکنہ قادر مطلق مدرک و ذی شعور ہستی سے دست بردار ہونے کے بعد اگر بوزنہ سا پدر لوگ تلاش کرلیا تو واقعی بڑی ترقی کی تعجب ہے کہ اسطرح کے تخیلات و تشبیہات یا شبہات میں ہمارے اسپنسر صاحب بھی مبتلا ہوگئے یعنے انسان کی خلقت سے تو ڈارون صاحب نے بحث فرمائی انسانی اعتقادات کا خانہ خالی تھا اسے ہمارے اسپنسر صاحب نے یوں بھرا کہ جب بوزنہ مسخ ہوکے انسان بنا تو اسنے اپنے گرد بیش دو طرح کی چیزیں دیکھیں ایک متحرک دوسری غیر متحرک اسنے متحرک چیزوں کا نام جاندار رکھا اور غیر متحرک کا بے جان۔ رجحان کی ابتدا اور حقیقت معلوم نہیں ہے صرف اسقدر معلوم ہے کہ عدیم الشعور ذرات خود بخود بنتے جمع ہوتے اور یہ نہایت [illegible] غیر کسی سانچے ڈھانچے کی منظوری کے مختلف صورتیں اختیار کرنے کے رزولیوشن پاس کرلیتے ہیں اور تولید امثل کا عارضہ ان میں پیدا ہوجاتا ہے [illegible] اس ازلی انسان میں دو قوتیں تھیں ایک کا نام بیم ہے دوسری کا نام امید۔ دو حالتیں اسپر طاری ہوئیں ایک کا نام خواب ہے دوسرے کا بید۔ اسی وہ سویا اور سوتے میں طرح طرح کے خواب دیکھنے لگا۔ چلا پھرا اٹھا بیٹھا اور دوڑا دوڑا اور اگر ضرورت سے زیادہ ہونے کے مارے پیٹ میں غذا بھر لی تو ڈراؤنی صورتیں بھی نظر آئیں یہ سوتے سوتے چونک پڑا۔ پھر اسنے مشاہدہ کیا کہ کچھ چیزیں چلتی پھرتی دوڑتی تھیں وہ خاموش ہوئیں اور ایسی ساکت ہوئیں کہ پھر نہ بولیں یہ سمجھنے لگا کہ یہ مری نہیں ہیں بلکہ انپر بھی خواب کی سی حالت ہے یہ پھر جاگیں گی بس یہیں سے صاحب یہیں سے معاد کے اعتقاد کی نیو پڑی اور بقا بعد الموت کے مسئلے نے انگلی دکھائی یعنی اس مقتضائے طبیعی خواب کے بعد بیداری ضروری ہے اور جو چیز جسم سے جدا ہوگئی ہے روح وہ ہمیشہ جسم کو پھر دوبارہ فراق کے صدمہ میں مبتلا نہ رکھے گی جب اس خواب رفتہ کی نسبت یہ امید قائم ہوئی کہ پھر ایک مرتبہ اس سے ملاقات ہوگی



سوراج مہاراج کی عجیب غریب سواری (تخیل ماخوذ)

تو دوازدہ جیوتر فرض کرنے لگا۔ جلاؤ باورچی کپڑا پکاؤ [illegible] جیسے چڑھاؤ۔ بکروں کا جھٹکا کرو۔ کہیں ایسا ہو کہ یہ کوئی دوازدہ جیوتر چیں اور ہمارا گھر یا جھوپڑی جلا دے خس میں آنے سے صاف انکار کر دے۔ جیسے اکثر لڑکیاں خاوندوں کے گھر جانے سے انکار کر دیتی ہیں۔ زندگی کی امید اور ناکامی کی روح کا خوف رفتہ رفتہ انسان کو اس ڈھرے پر لگا لایا مذبح بن گئے۔ قربانیاں ہونے لگیں خوف کی قوت نے جس چیز کو اپنے سے زبردست پایا اسکا دامن پکڑ لیا آندھی آئی جھکڑ چلا پہاڑ اکھڑے طوفان آیا۔ جانور ڈوبے۔ پانی برسا مکان گرے درخت پھٹ پڑے بجلی گری زلزلے آئے۔ غرضکہ ان میں سے ہر ایک حادثہ نے ایک ہیبت پیدا کر دی۔ خونخوار وحشی جانوروں سے خشکی و تری میں مقابلہ ہوا اور شکست پائی اور ہر زور کو تک ماننا پڑا کہ اس عالم میں ہم ہی نہیں ہیں بلکہ ایسی چیزیں بھی ہیں جو ہم کو قابو میں رکھ سکتی ہیں۔ جو اپنا حکم منوا سکتا ہے وہ خدا نہیں تو اور کون ہے۔ اندا دیکھئے آگے گردنیں جھک گئیں۔ کرپٹ کی عقل جنہیں میں مگر مچھ گیدڑ کے بندے کئے۔ انکا پوجا ہوا جیسے کرنیل کی ترائی میں اس سے زیادہ زبردست اور کوئی جانور نہیں ہے۔ آہستہ آہستہ عقائد اوہام پرستی کے درخت میں شاخیں کلیاں لگ کر کھلنے لگے۔ روحیں دیوتا بن گئیں۔ روحیں دوسروں کے فرائض کی تکمیل کرنے لگیں۔ کرامات و سحر کی ابتدا ہونے لگی۔ بزرگوں کی روحوں کے سایہ نظر آنے لگے۔ مذہب کی خلاقی نے ہر شے ایک نیا تماشا دکھایا۔ انسانی قوتوں میں بھی مذہبی ارتقا ہوا ایک زمانے دوسرے فرد کو ایک گروہ نے دوسرے گروہ کو نیچا دکھایا جو گردنیں جھکنے سے آشنا نہ تھیں انکو جھکایا۔ نہ جھکیں تو برزن بولا مارشل لا کا سبق پڑھایا جسنے اپنے گروہ میں سب سے زیادہ ایسے کام انجام دیئے اُسنے دوسروں کو غلام بنایا جیتے جی مجازی خدا بنا اور مرکے بزرگ قوم بزرگ قوم سے روحانی پیشوا۔ روحانی پیشوا سے اللہ میاں کا مرتبہ پایا۔ جسم محفوظ رہا تو خیر ورنہ اُسکی شبیہیں تیار ہوئیں۔ [illegible] صاحب نے اپنی خدائی کے ڈنکے بجائے۔ یہی نہیں بلکہ وہم و تصور نے جس چیز کو کبھی اخذ بھی نہ کیا تھا اُسکی تصویر بھی کھینچ لی۔ اس خوف و امید میں طمع اور غرض نے بھی تھوڑی سی مداخلت کی۔ غلہ اور درختوں سے پیٹ کا دوزخ بھرتا ہے پھر وہ خدا کیوں نہیں۔ دریا پیاس بجھاتا ہے پھر اُسکی پوجا کیوں نہ ہو۔ جو شے عجیب ہے اور کسی دوسری چیز سے نہیں ملتی جلتی وہ عدیم النظیر ہے ممکن ہے کہ یہ کوئی قوی روح ہو۔ اگر یہ روح ہے تو ضرور بہت زیادہ طاقتور ہے۔ ہم سے زیادہ زبردست ہے اگر اسکو منائیں اسکا غصہ سر پر لیا تو کہیں ناراض ہو جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ گذشتہ وقتوں میں پہلے سے خدا کی نامحدود قدرت کا اعتقاد اسلام نے پھیلا دیا ہوتا تو یہودی عرب برقی لیمپ ریل ہوائی جہاز کو دیکھ کے گمراہ ہو جاتے۔ خلاصہ کہ مسٹر سپنسر کے نزدیک تمام مذاہب کی بیخ و بنیاد جاہلوں کی جہالت ارواح کے وجود حقیقی کے عقیدے پر قائم ہوئی۔ جب دنیا تہذیب میں ترقی کرتی ہے تو انسان ایک نوع کی وہم پرستی کو چھوڑ کے دوسری طرح کی وہم پرستی کو اختیار کر لیتا ہے۔ مسٹر سپنسر توحید کو بھی اس وہم پرستی کے طومار میں جگہ دیتے ہیں۔ انکی رائے ہے کہ قدیم اور واحد خدا اور بڑے میاں کو اب معزول کر دینا چاہیے اور انکی جگہ مجہول الماہیت غیر ذی حیات غیر ذی شعور نامعلوم غیر منتظم مادہ جاہل مادہ خدا کو تخت نشین ہونا چاہیے۔ وہ بھی ایک نہیں بلکہ بہت سے ذوات متعددہ ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ڈارون صاحب کی نسبت سے ہمارے سپنسر صاحب نے کچھ کم جدت نہیں کی ایک نے اچھے بھلے اشرف المخلوقات کو بندر کا بچہ بنایا تو دوسرے نے تخیلات فاسدہ کے جادو سے مذاہب کو دھوکے کی ٹٹی ثابت کر دکھایا۔ انسان اور اسکا مذہب اگر ڈارونیت و سپنسریت کا نام ہے تو یار ایسے مذاہب اور انسانیت دونوں سے ہاتھ اٹھاؤ۔ مذہب سے انحراف ممکن ہو تو ایسی بوزنینا انسانیت سے ضرور توبہ کرو۔ یورپ میں مذہب کو انحطاط ہوتا جاتا ہے اور بوزنگی کو فروغ۔ ڈارون اور سپنسر دونوں کا

جادو چل گیا۔ اخدا اب جاکے یہ راز کھلا ہے
بوزنگی بہانۂ افشائے راز ہے

ایشیا کے اوہام پرست یورپ کے عقل پرستوں کی رائے میں غالباً اسی وجہ سے قابلِ رحم نہیں ہیں۔ جرمنی میں شعاعِ طیارہ برباد ہوتی ہے پیرس میں طیارے جا گرا۔ لندن میں ہزاروں میل زد کرنے والی توپ۔ مداح صاحب پیٹا کے بس پلاتے ہیں اور ڈائر صاحب بغلیں بجاتے ہیں۔ لیکن ایشیا کے اوہام پرست ہندوستانی اپنے حقوقِ خدمت و ترقی و تمدن سے محروم ہیں۔ اگر مقتضائے اوہام پرستی یورپ کو اخروی جواب دہی کا خوف ہوتا تو یہ بوزنگی کا زور نہ ہوتا یہ فتوحات کا شور نہ ہوتا۔ رحم و انصاف کا وہم پیدا ہوتا، اخروی کیا تھا حقوق کے اتلاف سے لوگ باز رہتے اور رہتی اپنی حکومت کو بدنام نہ کرتے۔

ہمارے ہربرٹ اسپنسر صاحب نے اپنی کتاب اصول علم معاشرت میں بخیال خود مذہب کو ضعیف کر دیا اور اسکی اشاعت سے گویا دنیا پر احسان کیا ہے۔ حالانکہ جرمنی کی جنگ عظیم اور عالم کی خونریزی کا ثواب حضرت ہی کے نامۂ عمل میں لکھنا چاہیے۔ لامذہب کو ضعیف کر دینے کے کوئی قانون اخلاق فلسفہ کی پابندی نہیں کرا سکتا۔ آپ نے ساری کتاب میں جو کچھ معاشرت کے اصول دکھا کے بتا کے سمجھائے ہیں سب اس لامذہبی کے ایک جھٹکے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو انسانیت بندر کی جنی ہو اسکو تمدنی معاشرت کی اصلاحی دیوار اچک پھاند سے روک نہیں سکتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خیر سے ہمارا ہندوستان بھی پڑوسیوں سے بوزنی انسانیت اور اسپنسری اصول معاشرت سیکھ رہا ہے نفاق و شقاق کی گرم بازاری ہے۔ خرخیانے کاٹ کھانے مال لے بھاگنے۔ تیرا سیر میرا سوا سیر ہے ایک کرنے پکت لگانے نوچنے کھسوٹنے کے واقعات ہر ایک ملکی اخباری کاغذ میں روزانہ نت نئے عنوان سے نظر آتے ہیں۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کے مذہب پر حملہ کرتا ہے اور اس حملہ میں بوزنیت کے برکات نگینہ کی طرح جھلکتے ہیں یعنی علمی استدلالی عقلی نقلی بحث سے اسکو ذرا لگاؤ نہیں ایک آئینہ ہر ایک ہاتھ میں ہے اپنی صورت کو چپکیاں دے رہے ہیں۔ تمام شکلیں جو بندر کی شان میں ہیں مثلاً کار بوزنیت تجارتی۔ چہ خوش بوزنہ لذات دو رنگ ہے

آدمی کے سے ہاتھ پاؤں آدمی کی سی کلا
چار چھینے جو ماسا پتا سا [illegible] کیوں پنچایا

بندریا جب جلتی ہے تو بچہ کو جوتڑ کے نیچے چھپاتی ہے ہر فرقہ تماشا ہے کہ حکومت اپنے قبضہ میں ایسا قانون رکھتی ہے جو صاحب نقص اور دو فرقوں میں نفرت پیدا کرنے والوں سے باز پرس کرے کہ اتفاق سے غائب ہو کے دور کھڑی ہوئی تکا ہوں میں ایک کو سائی دوسرے کو بدھائی دے رہی ہے اور خود نہیں سکتی۔ اگر کوئی ٹوکے تو وہ جواب دے سکتی ہے کہ بھئی مذہبی معاملات ہیں تم جانو تمہارا کام جانے۔ ہاں بلوہ فساد ہوگا تو اسوقت جسکی قسمت بُری ہوگی اُسے سزا مل جائے گی۔

اے خوشا وقت ڈارونیت
اے خوشا تقاضائے اسپنسریت

ہمارے اہل ملک نے اگر ڈارونیت و اسپنسریت کو ذریعۂ ترقی مذہب سمجھ رکھا ہے تو واہ رے برادرِ قماری یہ آب و ہوا ہندوستان کو راس نہیں آسکتی بندروں کو لونگ سپاری سے کیا واسطہ۔

آبِ رواں

"بردِ عجوز"

عرب میں ایک بڑھیا کاہنہ تھی اس نے خبر دی کہ اب کی آخر سرما میں بہت سردی پڑے گی۔ سامان سرمائی پہلے سے درست کر رکھو مگر لوگوں نے اسکے کہنے کی پروا نہ کی جب سردی دم توڑنے لگی تو ایسی بڑھی کہ کھیتیاں تباہ ہو گئیں۔ مویشی مرے آدمی ہلاک ہوئے گویا چلتے چلاتے زادِ سفر میں اسباب و قافلہ لیتی گئی اسوقت سے تیز سردی کا نام برد عجوز رکھ دیا گیا۔

عموماً بردِ عجوز سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ قدیم بڑھیوں کے مزاج سے استعارہ کیا گیا ہے۔ اور جب کسی لڑاکا بڑھیا کو دیکھتے جو کسی کے پیچھے جھاڑو کا کانٹا ہو جاتی تو برد عجوز کا استعارہ غلط معلوم ہوتا تھا۔ خصوصاً ڈاکٹر اینی بسنٹ۔

رمضان کے دن تھے ایک روزہ خور مسلمان دن دہاڑے بسمہ لگے گوشت سے روزے کی دعوت کرنے بیٹھے تھے میں اُدھر سے ایک یہودی کا گزر ہوا۔ اُس نے اصرار کیا کہ ہمیں بھی شریک کرو مسلمان صاحب تنہا خوری پر آمادہ تھے انھوں نے بہانہ کیا کہ مسلمان کے ہاتھ کا ذبیحہ یہود کی شریعت میں جائز نہیں۔ یہودی نے کہا یار جیسے تم مسلمان ہو ویسا ہی میں یہودی ہوں۔ چمڑے کی تجارت میں ہمارے یہاں کے ہندو مسلمانوں کا یہی حال ہے مسلمانوں کے یہاں ذبیحہ کے علاوہ یا خرچی طریقے سے دباغت کیے بغیر چمڑے کا استعمال اور اسکی فروخت ناجائز۔ ہندوؤں کے یہاں سرے سے چمڑے کا استعمال اور اسکا جسم سے چھو جانا اچھوت ہے۔ لیکن دونوں گروہ اپنے قواعد مذہبی کی پروا نہیں کرتے۔ نفع کی شرکت پر آمادہ ہیں۔ جیسے تم ویسے ہم۔

حضرت یوسف سے کسی نے کہا مجھے تم سے الفت ہے

آپ نے فرمایا کہ عالم طفلی میں والد محترم نے محبت
زبانی اُسکے خمیازہ میں کنوئیں بھاگتے پڑے سعد
شباب میں زوجۂ عزیز مصر کی محبت نے قید خانہ
دکھایا۔ اب تم محبت جتانے آئے ہو دیکھیے اسکا
انجام کیا ہوتا ہے۔ یہ سعد، وطن سے ہندوؤں
کو بھی محبت ہے عزیز مسلمانوں کو بھی ان دونوں
کی محبت نے غریب کو اسیری کے پیچوں پہونچایا بلکہ
بگاڑ دیے۔ سنا ہے کہ انگلستانی مزدوریت
اب ہندوستان سے نیا رشتۂ محبت قائم کرنیوالی
ہے اس سے قبل ڈائرشاہیت محبت جتا چکی۔
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے۔

یہ قصص تاریخ معلوم ہوتا ہے کہ پایۂ تخت بغداد
میں سلف سے آجتک باوجود موطن و مسکن خلفا
ہونے کے کسی خلیفہ کو موت نہیں آئی۔ غالباً اسی
یُمن و سعادت نے ہمارے امیر فیصل کو بغداد میں
مستقر بنا لینے پر آمادہ کیا۔ ورنہ فاطمی النسل ہونے
کے ساتھ کرد کو زیادہ تعلق تھا۔ اگر بغداد کے
بالحج مشیدہ کے برکات سے صرف اسی قدر
فائدہ اُٹھانا ہے تو قبل از قبل ہمارے مہربان
کو لندن میں ایک مقبرہ تیار رکھنا چاہیے۔ تاکہ
اسی مقدس سرزمین کو موطن اصلی بننے کا شرف
حاصل ہو جائے۔

دنیا گول ہے اسی وجہ سے اہل دُنیا کا مدار
تین چپٹی اور گول چیزوں پر تھا اشرفی روپیہ
اور روٹی۔ اب علمائے ہیئت کہتے ہیں کہ مدار ہر سیارہ
کا بیضوی ہے اشرفی اور روپیہ کی جگہ لمبی لمبی چٹوں
نے (نوٹ) لے لی۔ روٹی کی شکل قریباً لمبوتری ہوگئی۔
بات یہ ہے کہ روپیہ پیسہ اور روٹی کی چال بیضوی
ہو گئی اگر یہ دونوں چیزیں گول ہوتیں چپٹی نہ ہوتیں
تو ان کا چلن بھی بیضوی ہو جاتا جیسے چلتے ایک پیہ
گھسا تو دوسرا بھی تا آخر چوکور ہو گئیں اور رفتار میں
ڈھیل آ گئی۔

ارسطو نے اپنی کتاب اورجیا میں لکھا ہے کہ
اس عالم کے علاوہ آسمان میں زمینیں بھی
دریا بھی کشتیاں بھی آدمی ہیں مگر وہ سب
روحانی اور آسمانی ہیں وہاں کے رہنے والے
یہاں کے رہنے والوں سے محبت و اُنس رکھتے
ہیں انکے آپس میں نفرت نہیں ہے ایک
دوسرے کو کسی بات سے روکنا نہیں نہ ضرر
پہونچاتا ہے سب امن و راحت سے رہتے ہیں۔
ہم نے سنا ہے کہ مریخ کے رہنے والوں سے
آسمان میں ٹکٹکی لگانے والے ارضی حکیم بات چیت
کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور برقی وسائل سے
اشارہ م اشارہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں اگر اس
بات چیت اشارہ م اشارہ کے ذریعہ سے ہمارا امر آمد و رفت
کے وسائل بھی معلوم ہو گئے۔ اور آمد جاری
شروع ہوئی تو یقین رکھنا چاہیے کہ سارا عیش
مبدل بہ طیش ہو جائے گا خصوصاً اگر جان بل
کی ذات کا قدم مبارک وہاں پہونچا تو تجارت
کا رشک حقوق کا احساس ہی صحت کی بیل
ہو جائے گا۔ مدرسے جاری ہونگے اُن میں اس
قسم کی تاریخی کتابیں پڑھائی جائینگی جن سے
بغض و حسد کا مواد بھرے۔ مثلاً ۱۹۲۹ء میں راجہ
مریخ بہادر نے قوم برجیسی کو قتل کا حکم سنایا
مندر سب کھود ڈالے۔ ۱۹۳۰ء میں مریخ جات
فساد مذہبی ایک بہت بڑی لڑائی ہوئی جو ایک
وحشیانہ جنگ تھی۔ غریب برجیسی تباہ ہو گئے
افسوس کہ کمزوروں کی حمایت کرنے والا وہاں
کوئی نہ تھا۔ ہماری رائے ہے کہ مہاتما گاندھی
کو یہاں کی آب و ہوا راس نہیں نہ یہاں کی
خلقت اُنکی صلح کل روش کی پیروی کرتی ہے
ہندو اُنکی نہیں سنتے مسلمان اُنکی پروا نہیں
کرتے۔ بعد اتفاق جو فسادات ظاہر ہوئے وہ
قبل اتفاق کی حالت سے بھی بدتر اور بزرگ تر ہے
سوراج خواب و خیال ہو گیا۔ اتفاق کا
نام ہی نام ہے۔ اختلافات خود سوراجیوں میں موجود
ہے مفروض ہوتا تھا کہ کوئی نہیں سنتا لہذا بہتر ہوگا
کہ قبل از وقوع واقعہ ہمارے مہاتما دوسرے عالم میں
جسکا ذکر اورجیا میں ارسطو نے کیا ہے چلے جائیں۔
دھیانیوں کی ٹولیوں سے اس عالم کو چلا جائیں ورنہ
چار پانچ سال کے بعد پھر وہاں بھی غریب گاندھی
کی بات پر کان دھرنے والوں کا قحط پڑ جائیگا۔
چند روز سے سلطنت مہاتما نے پلٹنگ کے حجرہ کی
کا ارادہ ظاہر بھی کیا تھا اُس عالم میں جانا بھی
آزادی سے چل سکتا ہے۔ جیل خانہ بھی بیٹھے تو
گیان دھیان میں کھٹ پٹ ڈالنے والا کوئی معاملہ
درپیش نہیں ہو سکتا۔

یالیتنی کنت مذودا ولم اکن وزیرا

مشہور ہے کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان نے بستر مرگ
سے ایک دھوبی کو پانی پر کپڑے پٹکتے دیکھا اور کہنے لگا
کاش میں دھوبی ہوتا مگر خلافت کا قلادہ گردن میں
نہ ڈالتا۔ یہ خبر حضرت ابو حازم درویش نے سنی
تو فرمانے لگے خدا کا شکر ہے کہ مرتے وقت وہ
ہماری تمنا نہیں کرتے کہ خلیفہ ہوتے مگر خلیفہ مرتے دم
ہماری تمنا کرتے ہیں کہ دھوبی ہوتے۔
خلیفہ کا یہ کلام اور درویش کا یہ ارشاد کوئی
ہمارے ریفارمر سے کے اندازہ کو سنادے تو اچھا ہے
وزیر اعظم صاحب نے بار وزارت سنبھال کے تمام
قلمرو برطانیہ کا قلادہ اپنی گردن پر لے لیا ہے۔
یہ دھوبی پانی کا پیچ پشت تر میں رسیدگی تک
پہونچا ہے۔ تر پہونچانے کہ خصوصاً ہندوستانی بکھیڑے
مزدوروں اور پیشہ وروں کے مطالبے حقوق انکی
کی بازپرس و محاسبہ میں ضرور مبتلا کر دیگا۔
وزارت آسان نہیں ہے۔ ایک طرف حکومت
وقت کے اگلے پچھلے کرم، دوسرے قومی حقوق ہیں
دوسری جانب رعایا کے مطالبات احقاق ہیں
دھرم کا حکم اور عہدہ کا حکم اور فرمائیگی کسی کی
سی کہیں۔ ہمارے خیالی خواب زبانی جمع خرچ پڑ جاتے ہیں
عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب کہ حضرت
فرمائینگے یالیتنی کنت مذودا (دھوبی) ولم اکن
وزیرا۔ تو وجہ کیا؟ ہمارے حکام کنندی کرنے میں



”چہ کنم“

”ہائے ایک تو انڈے پیروں کی وسعت سے زیادہ دوسرے اسٹرائک کی ہش ہش؟“

حاتم ہیں اور کارگر نکلتے ہیں ۔ ارشاد پنجاب میں پکڑ دھکڑ ہے ۔ بنگال میں ڈاکے ہیں ۔ مدراس میں دو عملی ہے ۔ صوبہ جات متحدہ میں جمود کے ساتھ بالشوازم ہے ۔ سرحد پر لڑائی ہے ۔ صوبہ متوسط میں تعطل ہے ۔ صوبہ بہار میں جمود کے ساتھ اضطراب ہے ۔ صوبہ بمبئی میں بائیکاٹ ہے ۔ حکومت کی مرضی کچھ ہے رعایا کی آرزو کچھ ۔ ہمارے وزیر اعظم ایک ہی گاڑی کو ایک ہی وقت میں دو سمت لیجانا چاہتے ہیں ۔ لہٰذا عاشقان ہند کا رشک رشک کے ساتھ بدگمانی کا یہ عالم ہے کہ وزیر ہند نے غیر سرکاری ہندوستانیوں کو جھنجھی کوڑی نہیں دی صرف ستیہ مورتی کے جواب میں یا "تو مرا سنگ خوش کردی من ہم" پر عمل فرمایا اور دشمنوں کی جان پر بن گئی ۔ مشاعرہ کی واہ واہ ۔ مجلس کا گریہ جلسہ کی تالیوں سے زیادہ اس تحریک کا کوئی اثر نہیں ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت واشنگٹن میں آپ کی ہر ایک بات پر صاد کرتا ہوں ۔ واقعی سوراج پارٹی سے گاڑھی چھنتی چاہیے ۔ مگر میل ملاپ کی ضرورت ہے ۔ فرقہ بندی بڑی ۔ بڑی حد بڑی ایسی فرقہ بندی کو آگ لگائیے جس سے جمہوریت میں پھوٹ پڑے ۔ اتنی سی بات پر ماتھے ٹھنکے تیوریاں بدلیں ناکیں چڑھیں ابروؤں پر شکن آئی جبینوں پر شکنیں ہوئیں ۔ پیشانیوں سے مکر جھلکا ۔ کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے ۔ مطلب یہ کہ آخر ہندوستانیوں کی ہاں میں ہاں کیوں ملائی ۔ بھلا بتائیے جب فضا میں اس قسم کا اثر بھرا ہوا ہے تو مزدور شاہی پھیپھڑے سانس کیونکر لے سکتے ہیں ۔ اور اس دور میں تو فریق و تطبیق غیر سیاسی مکاری کی جو درحقیقت آخرت میں قابل باز پرس ہے کیونکر ممکن ہے ۔ ادھر سیاسی مکر سے کام لیا ادھر دونوں کی اکثریت کا سلسلہ چھیڑ دیا یالیتنی کنت منصوراً ولما اکن دریاً

افلاطون الٰہی آپ جانتے ہیں حکیم تھا اور دعا بھی حکیمانہ ہوتی تھی ۔

"اے میری روحانیت جسکا اتصال روح اعلیٰ سے ہے التجا کر اس علت سے جس نے مجھے معلول بنایا کہ وہ عقل فعال سے گڑگڑا کے میری صحت نفسانیہ کی حفاظت کی جبتک میں عالم ترکیب و دار الکلیف میں ہوں دعا مانگے ۔"

یہ تو وہ دعا مگر ذرا پیچیدہ ہے بایں معنی کہ جو روح حصول یا تعلق ہے روح اعلیٰ سے وہ اپنے علت سے اور علت عقل فعال سے التجا کرتی ہے تین واسطے ہوگئے ۔ پھر حضرت کو جو کچھ مانگنا تھا وہ اپنی روح سے طلب کرایا ۔ آپ ہمارا حال کی جو موج پہلے گزر گئی اسے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ ایک خط مسٹر ستیامورتی نے وزیر ہند کو لکھا تھا وزیر ہند نے اسکا جواب دیا ۔ اس لکھا پڑھی میں دوسرے اشخاص کو خودرائی کی بو محسوس ہوئی اور انھوں نے پوچھا گچھی شروع کردی اس روح ادنیٰ کو روح اعلیٰ سے کیا علاقہ ہے ۔ حکومت ہند کی علت کا درمیان کیوں نہیں ہے دارالعوام کی عقل فعال کے حضور میں سیدھے کیوں یہ تحریر پیش کی گئی ۔ بھلا ہندوستان کے کسی غیر سرکاری آدمی سے ایسا ربط و ضبط کہ پالیسی کا بھانڈا پھوڑ دیا جائے کس شریعت کی رو سے جائز ہے ۔ بھلا حکمت عملی کی حفاظت اس عالم ترکیب و دار الکلیف میں اسی طرح ہو سکتی ہے ؟ آپ یقین رکھیے کہ صحت نفسانیہ بگڑ گئی ۔ کیا مسٹر ستیامورتی انتہا پسند تارک موالات نہیں تھے ؟ بھلا وہ لارڈ الیور کی بات سے کیوں اتفاق کرنے لگے ۔ سارے صاحب یہ معاملہ ہندوستان کی مشترکہ مجلس کے سامنے پہلے پیش کرنا تھا ۔

دنیا تو یہ سمجھے گی کہ بحث ضابطہ اور آئین سے تعلق رکھتی ہے مگر اس قیل و قال میں کچھ کھسیانپن اور کسقدر بھلا ہٹ کو بھی دخل ہے ۔ لہٰذا ہم لارڈ کرزن ۔ کرنیل اور ڈیری ۔ میجر آرمسابی گور پچپناک کریگ کی اشک شوئی بایں الفاظ دعائیہ کیے دیتے ہیں تاکہ اطمینان ہو جائے ۔

اے میرے نفس تو کہہ لارڈ کرزن سے کہ وہ پوپ مقدس سے التجا کرے کہ وہ ہاتھ اٹھا سر جھکا کے حضرت عیسیٰ سے دعا مانگے کہ وہ بیٹے پروردگار (معاذ اللہ) سے کہیں کہ بادل چھا جائے ۔ غڑگڑے بجلی گرے اور اس تمام سوال جواب کو جو ستیامورتی اور وزیر ہند میں ہوئے اور اخباروں کاغذوں میں چھپے ہیں ایک دم جلا کے خاک کردے ۔ وسیلے کے خیالی خولی دل خوش کن الفاظ ہیں کوئی صحیح و صریح سرکاری وعدہ نہیں کوئی دستاویز نہیں ۔ وزیر ہند نے صرف ستیامورتی کے شعر کی تعریف کی ہے شعر کی ایک اچھی اور مقبول صفت مبالغہ ہے ۔ تعریف بھی شاعرانہ ہے اور شاعر کی صفت میں "انھم یقولون مالا یفعلون" کا قول مطابق فعل ہیں جو آیا ہے ۔ اسی وجہ سے خلیفہ ہارون رشید نے ایک شاعر پر جس نے اپنے شعر میں زنا کا اقرار کیا تھا حد شرعی جاری نہیں کی ۔ خلیفہ نے کہا کیوں یہ شرط کہ حد جاری کروں ۔ شاعر نے جواب دیا یہ حد قرآن کی مذکورہ بالا آیت کے خلاف ہوگی یوں سزا دینے کا آپ کو اختیار ہے ۔

ابی وزیر ہند صاحب آپ بھی بات صد جاری کرنے والوں سے کہہ دیجیے کہ یار "یجوز للشاعر مالا یجوز لغیرہ" یہ شاعر کے واسطے وہ بات جائز ہے جو غیر شاعر کے لیے جائز نہیں ۔ خدا نے چاہا تو جواب سنتے ہی معترضین کے ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے ۔ تجربہ کر کے دیکھو تو سہی ۔

ترکوں نے خلعت خلافت اتار پھینکا ہمارے شریف صاحب اور دیگر جانثار حضرات اسی تاک میں تھے ۔ انھوں نے جھٹ اترن ہی سہی مگر لے پہن لیا ۔ اس پیرہن کا حال بھی عجیب و غریب ہے جسنر کوں کے اور کسی قامت پر ٹھیک نہیں اترتا پہننے والے کہتے ہیں ؎

جنوں کیسا یہ پہنایا ہے جامہ
گریباں ہے نہ جیبیں آستیں ہے

ہمارے شریف صاحب ایسا بوکھلائے کہ زیر جامہ کو قمیص سمجھ کے گلے میں ڈال لیا ۔ اب مقدس جھیلیں

میانی میں شیخ سنو و کھیل رہی ہے۔ انگریزی ورنہ
یہ چھاپ رہے ہیں کہ ما بے تو نے گریبان تو بنایا ہی
نہیں سنڈا یا ہیو گر سائے پڑ لیں بد تراج ہو دیکھا
حسک لیکن یہ صحیح ہے کہ بعد ترکوں کے اگر کوئی ہستی
بار خلافت کی حامل ہو سکتی تھی تو وہ عربوں کی ذات
ہے۔ بے اعتدالیاں نہ کرتے تو عجب نہ تھا کہ مسلمان
انکی طرف رجوع کرتے۔ اب خلافت خواہ اون حضرات
ذات شریف سے بھی بیزار ہیں اور ترکوں کی اس
حرکت سے بھی۔ خواہ مخواہ ترکوں سے تقاضا ہے
کہ پھر اتارا ہوا لباس پہن لو اسکے دوسرے معنی یہ
ہوے کہ اپنی منڈ رس پوشاک شریف سے چھین لو
اور اس چھینا جھپٹی میں اگر دست گریباں ہونا پڑے
یا جامۂ اتحاد اسلامی تار تار ہو تو بلا سے بات ایسی
آن پڑی ہے کہ سوائے سکوت کے اور کسی وسیلہ سے
بن نہیں سکتی شریف صاحب کے حامی موالی کہتے
ہیں کہ شریف خاص الخاص عربی ہے عرب کو جتنی
عزت دو گے اتنی ہی اسلام کی شوکت بڑھے گی۔
ہندوستانی مسلمان اگر ان عرب صاحب کی عزت
کریں بھی تو خود انکے پڑوسی یمنی و نجدی وغیرہ
انکی عزت خاک میں ملانے پر آمادہ ہیں۔ ابھی سب
باغی ہیں ان بغاۃ میں جنگ و جدل یا مسالمت کی
راہ نکل آئے تو ان میں سے جس شخص کو خلیفہ بنا لیجیے
وہ کامیاب باغی ہو۔ رہی یہ امید کہ خدا خلافت
میسر آئے تو بالفعل ایسے زر کامل عیار کا ملنا مشکل ہے
ہندوستان کی منڈی کی طرح سوائے پول سیاہ و کاغذ
نہ کے عرب میں کھرا سونا کیا کھری چاندی کا بھی
کال ہے۔ انگریزی شرکت فی الخلافۃ سے نہ مصر خالی
ہے نہ عرب نہ عراق ان مقامات کی سند خلافت پر
صاحب کی مہر لگی ہوئی ہے۔
ہندوستان تو اس صحبت سے تعلق ہی رکھنے والے
[illegible] ہیں اور اہل الغرض بھی کچھ لوگ
[illegible]

اتفاق سے شاہ صاحب نے دونوں کو زد و مع
پایا سکتہ ہو گیا تلوار نکال کے دونوں کے حصہ
قد کی تقطیع کر دی بعد جنت دفن جمیع وجوہ
و ثقافت و شرم ایک نئے دھات کی سوجھی جسے
حق کہتے ہیں یعنی دونوں کے جسد بے روح علیحدہ
علیحدہ جلائے اور دونوں کی خاک میں تھوڑی
مٹی اور ملا کے دو گھڑے تیار کیے ایک کو
داہنی جانب رکھتے اور دوسرے کو بائیں
جانب کبھی اسے چومتے کبھی اُسکے بوسے لیتے
میرے دونوں میٹھے۔ غرض اس قسم کی
تلاش میں آپ کو زیادہ دور جانے کی
زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی رکنو ریا
اسٹریٹ اور فرنگی محل نزدیک ہے۔

شیعہ کالج کی ٹرسٹی شپ سے بارہ معتبر
ہستیوں نے استعفا دے دیا۔ وجہ استعفا عجیب
و غریب ہے مستعفی حضرات لکھتے ہیں کہ
"یہ جو رزولیوشن آج کے جلسے میں بعض امنا نے
اختیار کیا ہے اور جس تجویز کے رو سے مجلس
امنا کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جس ممبر مجلس امنا
کا وجود شیعہ کالج کے لیے مضر سمجھیں ان کا
نام ممبری سے خارج کر دیں اسکا پاس ہونا
ہم شیعہ کالج کے حق میں نہایت درجہ مضرت
رساں سمجھتے ہوئے اپنی آزادی رائے پر
ایک مستقل رکاوٹ اور تمام ممبران کی پاسداری
خودداری اور صداقت عمل پر ایک خلاف واقعہ
اور بیجا حملہ سمجھتے ہیں .... ایسی
مثال کسی دوسری جماعت کے آئین میں
تلاش سے بھی نہیں مل سکتی اور ایسی تجویز کے
پاس ہونے کے بعد ہم ممبران [illegible]
ثبت ہیں مجلس امنا کا ممبر رہنا اپنی خودداری
وحفظ مراتب کے خلاف سمجھتے ہیں ......"
بڑی بات ہوا اب بھی ان لوگوں کو اپنی
بیکسی کا حس ہوا۔ بارہا کا تجربہ گواہی
[illegible] تھا کہ [illegible]

کبھی رہا نہیں ہو سکتا لہذا ایک دنیوی تعلیمگاہ
کا مولویوں کے ہاتھ میں جانا اسکی دینی اور
دنیوی تباہی کا پیش خیمہ ہے مگر لاچسی کہو
سے کسی صاحب کی عقل میں بات نہ آئی یا آئی
تو صاف گوئی کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر بمصداق المصرع

مولوی نے تری محفل سے چلے بھر پایا

کہنا پڑا۔ اور وہی ہوا جو تجربہ کے مناسب تھا
اب قسم ہے کسی فرد مولوی کے ذہن صحیح کی پیمائش
پیشانی کی فراخی داشت کے قد کی [illegible]
کی۔ انگشتی جسامت کی [illegible] کی۔ رعونت کی
بے ایمانی کی سکیادی کی۔ مذہب کی۔ غرور کی
اور سوگند ہے انہی گروہ کی [illegible] دماغ
کی بیٹے فہمیدگی۔ دہن گندہ [illegible]
جسم بیہودگی۔ بے نوری آنکھوں کی۔ [illegible]
کی طرح مسکرانے کی [illegible] دستار [illegible]
طبائع ہی کے سوا اس کالج میں کوئی دوسرا کام
مشکل سے ہو گا۔ عجب نہیں کہ ان بارہ ٹرسٹیوں
کے علاوہ دوسرے باغیرت اشخاص بھی استعفی
دے دیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نثار علیخاں صاحب
کا [illegible] نکل گئے اب راوی
چین لکھتا ہے۔

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ نمانت کی اور ساگ برچھا مضمون کی قابلیت ایڈیٹر کی مستعدی آنہیں کافی واقفیت ہو گئی اُنکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں بچ رہتے ہیں اُن کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ مطالب مفت کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور ہر مضمون بھی اسکے مذاق کے موافق ملجائیں تو دوام وصول۔ ورنہ پنچ بھی ہزار نعمت کھائی ہو ما بخیر شما بسلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے جو حضرت منی آرڈر بھیجیں کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں اور ۲ آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہ ہوں۔

(۳) بعض قدردان دفتر سے ختم مدت ختم خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچے اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ اُنکی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں ہوں

(۴) جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف ۲ ہفتہ کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں ہفتہ اور شام کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجئے اور پرچہ منگا لیجئے۔

(۵) اگر یہ پرچہ (پنچ) ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہو تو خود خریدار ہو جانے سے بڑھکر قدردانی ان شیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی امکانی کوشش عمل فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام۔

منیجر

اعلان با حلف

دعا حضید المحبت مع موہنی منتر

حضرت اگر آپ کسی معشوق کے مبتلا ہوں وہ آپ کو نہ ملتا ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا کسی حاکم افسر کو مہربان کرنا چاہتے ہو حسب منشا دشمنوں کو ٹھیک کرنا چاہتے ہو فوراً اہل اسلام دعا محبت اور اہل ہنود موہنی منتر منگا کر آزمائیں موہنی منتر سے مطلب تین یوم میں اور دعا محبت سے ۷ یوم میں ضرور پورا ہو جاتا ہے دعا محبت صبح کے وقت صرف ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے جو پانچ منٹ میں ختم ہوتی ہے موہنی منتر تین یوم پڑھا جاتا ہے ہدیہ کچھ نہیں ۲۱ ہر دو سارے صحیح اور غربا سے عہ علاوہ محصول لیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس حلفیہ اعلان پر بھی اعتبار نہ کریں آپ کی قسمت۔ چند کتب زہر عشق کامل عہ کارخانہ ولنربیہ عہ مفتاح الغیب ۸ عہ ماہ پیکر عہ لذت النساء با تصویر عہ ملنے کا پتہ۔

بہار عشق بکڈپو ڈاکخانہ نانوتہ ضلع سہارنپور

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پرچے واپس نہ لیے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۱۰ء کی چند ہی جلدیں بچی ہیں شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ۸ مع محصول ڈاک

(۲) جلد ۱۹۱۱ء کے دو نمبر جن نمبروں میں انشاء پردازی کے بہترین نمونے موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عہ۔ علاوہ محصول ڈاک

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

معجز نما حمائل مترجم مع تفسیر اُردو

نمونہ مفت روانہ ہوگا

مترجم حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی حاشیہ پر جملہ اسلامی مسائل قرآنی تفسیر اعلیٰ آخر میں تجوید و قرآن معتبر مفید کاغذ پر چھپکر تیار ہو گئی ہے حضور سرور کریم صلعم کرام کی کامل سوانح عمری دینا جنت سہرا وجہ پیشیمانہ قادریہ کے جلد ۲ سال قرآن شریف وغیرہ ۔ ۔ ۔ مجلد یا مع مجلد ۔ ۔ ۔ محصول عہ جلد چھ روپیہ نو آنے ۔ ۔ ۔ ایک کا ۔ ۔ ۔ ہر خاص قرآن شریف فروخت اور رسائل کا نمونہ مفت روانہ ہوگا

ملنے کا پتہ

نور محمد کارخانہ تجارت کتب بڑا دریبہ کوچہ پنڈت دہلی

مُفت نمونہ

منگوا کر دیکھو

کھانا جس پان میں کھانے کا مسالہ پان میں کھا کر دیکھو بیشا ملتا نئی چیز ہے اسکی صفت کو آزما کر دیکھو قیمت بڑی ڈبی عہ آر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پنڈت پیارے لال شکل ہرا گنج کانپور

خوشبودار!! خوش ذائقہ!! خوش رنگ!!!

زردہ تمباکوئے خوردنی

فی سیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

قوام شکلی زعفرانی گولی نقرئی و طلائی

سیندور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مقتداخان اقتداخان

تاجر تمباکوئے خوردنی و عطر لکھنؤ سے طلب فرمائیے تار کا پتہ مقری لکھنؤ۔ فہرست مفت بھیجی جاتی ہے۔

سورج مارکہ

جرمنی خضاب ۳۲۹

اس سے بہتر خضاب روئے زمین پر دستیاب نہیں ہوا جو صفت موصوف ہے

سفوف اور ٹکیہ

قیمت فی شیشی ۔ ۔ ۔ ۔ فی بکس ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ جمع کر نمونہ مفت طلب فرمائیے

المشتہر

یونیک ایجنٹ پالن جی بڑھن جاجی ایجی آباد لکھنؤ